Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر : نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | بدھ ۲۸ صفر ۱۴۱۱ ھ ، ۱۹ تبوک ہش ۱۳۶۹ ، ۱۹ ستمبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۶۳

رشتہ داروں سے قطع تعلق اور دعا

" اگر کوئی عورت یا مرد دونوں میں سے جو بھی رحمی رشتوں کا لحاظ نہیں کرتا اور صلہ رحمی کی بجائے قطع رحمی اختیار کرتا ہے تو اسکے لئے پیغام ہے کہ تمہاری دعائیں قبول نہیں ہونگی "

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ

بر موقعہ جلسہ سالانہ خواتین ۱۹۹۰ء برطانیہ - بتاریخ ۲۸ جولائی ۱۹۹۰ء)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

" خدا کا بننا اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہر ایک گھنٹہ اور رات میں انسان ذکر الٰہی میں رہے۔ ذکر الٰہی سے مراد یہ نہیں کہ تسبیح پکڑ لے بلکہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک کام شروع کرتے وقت اس کو اس بات کا دھیان ہو کہ آیا یہ کام خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف تو نہیں۔ جب اس طرح انسان کامل بن جاتا ہے تو خدا اس کا بن جاتا ہے اور حسب ولی المومنین اس کو ہر موقعہ پر غموم و ہموم سے بچاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۳۰)

" راستباز اور مامور من اللہ کی صداقت کا بڑا نشان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو غیب کی خبریں دیتا ہے اور پھر ان خبروں میں ایک طاقت ہوتی ہے جو دوسروں کو نہیں دی جاتی نجومی جو خبریں دیتا ہے۔ ان میں وہ طاقت اور جبروت نہیں ہوتی جو مامور کی خبروں میں ہوتی ہے۔ علاوہ بریں مامور کی خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ فراست اور قیافہ پر ان کی بناء نہیں ہو سکتی۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّی زندگی میں جو بالکل بے سرو سامانی اور بیکسی کی زندگی تھی۔ اپنی کامیابی اور دشمنوں کی ناکامی اور نامرادی کی پیشگوئی کی تھی۔ کیا کوئی عقلمند اور ملکی مدبّر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت کی حالت کو دیکھ کر اندازہ لگا سکتا تھا کہ یہ شخص کامیاب ہو جائے گا اور وہ قوم جو اس کی مخالفت پر آمادہ ہے ذلّت کے ساتھ نامراد رہے گی؟ پھر دیکھ لو کہ انجام کیا ہوا۔ پس یہ ایک زبردست نشان مامور کو دیا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۳۶)

تربیت اولاد کے سلسلہ میں مرد اور عورت کی ذمہ داری

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ آپ سے راضی ہو)

" عورت کا فرض ہے کہ وہ بچے کو نمازیں پڑھائے۔ جب وہ نماز پڑھنے لگے تو بچے کو بھی ساتھ کھڑا کرے یا اسے اپنی نگرانی میں نمازیں پڑھوائے۔ کیونکہ بعض اوقات شرعی طور پر اسے نماز پڑھنا جائز نہیں ہوتا لیکن اگر وہ خود نہیں پڑھتی تو بچے کو تو اپنی نگرانی میں نماز پڑھوا سکتی ہے۔ نماز کا جب وقت آئے اسے چاہیئے کہ بچے کو کھڑا کر کے نماز پڑھوائے۔ اور پھر جب مرد گھر آ جائے تو وہ یہ کام کرے۔ گویا جب مرد گھر پر ہو تو یہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو دینی کاموں کی عادت ڈالے اور اگر مرد گھر نہیں ہے تو عورت اپنے بچوں سے دینی کام کروائے۔ غرض آپ لوگ اپنی اولاد کی اس رنگ میں تربیت کریں اور اپنے اندر ایسا تغیر پیدا کریں کہ تمہاری مشکلوں کو دیکھ کر ہر شخص یہ سمجھ سکے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے احیاء دین کا ذریعہ جماعت احمدیہ کو بنایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے ایسی محبت پیدا کرو کہ اسے تمہارا متعلق غیرت ہو اور وہ محسوس کرے کہ اگر یہ لوگ مر گئے تو میں مرا۔ خدا تعالیٰ حیّ و قیوم ہے اس پر موت وارد نہیں ہوتی۔ لیکن اس دنیا میں اگر اس کا ذکر مٹ جائے تو گویا وہ اس دنیا کے لئے مر گیا۔"

(خطاب ۱۷ فروری ۱۹۳۹ء)

" جہاں تک خدا تعالیٰ کی لقاء کا تعلق ہے اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ عجز کے بغیر خدا تعالیٰ کی لقاء ممکن نہیں ہے۔"

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

درخواست دعا

○ مکرم میاں خیر محمد صاحب کا بیٹا منور احمد گزشتہ کئی دنوں سے بیمار چلا آ رہا ہے۔

○ مکرم جمال الدین صاحب شمس کی بھابھی امۃ الحفیظ صاحبہ کا ۱۲ ستمبر کو پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز میں اپریشن ہوا ہے حالت تشویشناک ہے۔

○ مکرم سلطان احمد صاحب ناصر کی اہلیہ محترمہ کا اسی ماہ آپریشن ہو رہا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کو کامل شفاء عطا کرے۔

اعلان برائے لجنات

بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ پاکستان کی تاریخوں میں تبدیلی کی گئی ہے۔ اب اجتماع ۲۰، ۲۱، ۲۲ اکتوبر کی بجائے ۹، ۱۰، ۱۱ نومبر کو ہوگا۔ (اگر اللہ نے چاہا تو)

(صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان)

اعلان گمشدگی رسید بک

○ مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ کوٹلی آزاد کشمیر سے تین عدد رسید بکس A.2800 ، A.2801 ، A.28-2 گم ہو گئی ہیں۔ اگر کسی دوست کو ان رسید بکوں کا علم ہو جائے تو نظارت المال آمد کو مطلع فرمائیں۔

نیز ان رسید بکوں پر کسی دوست کو کسی قسم کا چندہ ادا نہ فرمادیں۔

(ناظر مال آمد - ربوہ)

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد | قیمت
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ | ایک روپیہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ | پچاس پیسے

۱۹ تبوک ۱۳۶۹ ہش — ۱۹ ستمبر ۱۹۹۰ء

ہفتہ اطفال

یوں تو مختلف موضوعات پر ہفتے اور عشرے منانے کا رواج بہت مفید ہے۔ اس سے اس موضوع کی طرف خاص توجہ ہو جاتی ہے اور زیادہ دیر تک نہیں تو کچھ عرصہ کیلئے تو اس سے یقیناً مستفید ہُوا جا سکتا ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ان ہفتوں اور عشروں کی روح کو سمجھ کر منانے کی کوشش کی جائے۔ اگر اسے محض دکھاوا ہی بنا دیا جائے تو یہ ساری کارروائی بیکار ہو جاتی ہے بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ منافقت کا باعث بھی بن سکتی ہے۔

ہفتہ اطفال کے دوران اطفال کے ماحولیات۔ انکی خوراک اور انکی صحت کے متعلق بہت سی باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ درست۔ لیکن یہ بات بہت کم سُننے میں آتی ہے یا شائد کبھی بھی سنی نہیں گئی کہ ان تمام امور سے بڑھ کر ان کے کردار کی تشکیل کی ضرورت ہے۔ طفلی کا زمانہ ہی ایسا زمانہ ہے جب کردار کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بڑے ہوکر لوگ اپنے بچپن ہی کی پھیلائی ہوئی تصویر ہوتے ہیں جو کچھ انہوں نے بچپن میں سیکھا ہوتا یا جو کچھ انکی عادت میں شامل ہوگیا ہوتا ہے۔ بڑے ہوکر وہ اسی کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر آپ اس بات کی حقیقت معلوم کرنا چاہیں تو آپ کسی بچے کی حرکات پر غور کریں۔ وہ کس طرح دوسروں سے چیزیں چھپاتا ہے اور کس طرح اپنے فائدہ کی سوچتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے۔ آپ حیران رہ جائیں گے۔ کہ اس کی ہر حرکت بڑوں کی حرکات کا نمونہ پیش کرتی ہے۔

اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ جہاں بچوں کی خوراک۔ صحت۔ تعلیم اور ماحول کا خیال رکھنے کی طرف توجہ کی جاتی ہے وہاں شروع ہی سے انکے کردار پر بھی نظر رکھنی ضروری ہے۔ بچہ چاہے کتنی ہی چھوٹی عمر کا کیوں نہ ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ ابھی چھوٹا ہے بڑا ہو کر خود ہی سیکھ جائے گا غلط رویّہ ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور کا ٹکڑا نکال دیا تھا تو ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ بڑا ہو کر خود سیکھ جائے گا۔ پس ہماری گذارش ہے کہ اب جبکہ ہفتہ اطفال منایا جارہا ہے اس بات کو ضرور پیش نظر رکھئے کہ بچّے کی تمام جسمانی اور ذہنی ضروریات کے ساتھ اس کے کردار کی تشکیل کے لئے بھی پروگرام بنائیے اور معاشرے کو بہتر انسان دیجیے۔

عشرتِ وصل تو رچ جائیگی خوں میں لیکن
وصل کے بعد کی فرقت کو کہاں لے جاؤں
میرے احساس میں ہے مثبت و منفی کا تضاد
جس سکوں کا متلاشی ہوں کہاں سے لاؤں

ابو الاقبال ـــــ

خواب چہرے پر سجائے دل میں تعبیریں لئے
آئینہ خانے میں کون آیا ہے تصویریں لئے

ریت کے سینے پہ ہے لکھّا ہُوا کس کا کلام
دم بخود بیٹھا ہے صحرا کس کی تحریریں لئے

دَشت کے وحشی بھی ہو جائیں گے پابندِ قیود
کوئی تو جنگل میں بھی آئے گا زنجیریں لئے

جب بھی اذنِ عام ہوگا ان کے عہدِ حسن میں
ہم بھی جائیں گے سرِ دربار تقصیریں لئے

آخرِ شب کھٹکھٹائے گا کوئی بابِ قبول
التجا جائے گی اپنے ساتھ تاثیریں لئے

اپنے آباء کی طرح اس عہد کے آشوب میں
ہم بھی بیٹھے ہیں تری اُلفت کی جاگیریں لئے

زندگی سوئی ہوئی ہے سایۂ زیتون میں
اور تم پھرتے ہو مضطر غم کی انجیریں لئے

چوہدری محمد علی

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں:

"تحریک وقفِ عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقفِ عارضی پر جاتے ہیں اُن کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دُعاؤں کی طرف اُن کی توجہ مائل ہو جاتی ہے یعنی وقفِ عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصّہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی غفلتوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں، اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقفِ عارضی کے وفود نے دُعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔"

(روزنامہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت فضل عمر (اللہ آپ سے راضی ہو)

قومی ترقی کیلئے قومی دماغ کی ضرورت ہے

(۲) آخری

جس قوم میں قومی دماغ پیدا ہو جاتا ہے وہ باوجود افراد کے علم کی کمی کے جیت جاتی ہے۔ اور جس قوم میں قومی دماغ پیدا نہیں ہوتا۔ وہ باوجود افراد کی علمیت کے ہار جاتی ہے جس طرح فرد حکومت کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اسی طرح فردی دماغ قومی دماغ کا قائمقام نہیں ہو سکتا۔

جب تک قومی دماغ نہ ہو اس وقت تک بڑے بڑے مصائب کا مقابلہ کبھی نہیں کیا جا سکتا اور نہ کوئی بڑی ترقی کی جا سکتی ہے۔ جس طرح انسانی جسم میں ہزاروں ہزار پیچیدہ کام کرنے والے اعضاء پائے جاتے ہیں۔ دانت چباتے ہیں۔ گلے کی نالیوں کے ذریعہ غذا معدہ میں پہنچتی ہے معدہ اس کو ہضم کرتا ہے۔ اور پھر اعلیٰ درجے کا خون دل اور دماغ اور دوسرے اعضاء میں جاتا اور انسانی زندگی کو برقرار رکھتا ہے۔ اسی طرح ان سے بھی زیادہ ایک اور اہم چیز جسم انسانی میں پائی جاتی ہے۔ اور وہ روح ہے۔ جس پر تمام حیات کا دارومدار ہے۔ اور جس کے متعلق سائنسدان بھی ابھی تک یہ معلوم نہیں کر سکے۔ کہ وہ کیا چیز ہے۔ بہرحال وہ ایک خلاصہ ہے ہزاروں ہزار پیچیدہ تغیرات کا بے شک وہ ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتی بے شک دنیا یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ جسم انسانی کے کون سے عضو میں پوشیدہ ہے۔ مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی چیز ایسی ضرور ہے۔ جس کی عدم موجودگی انسانی جسم کو بالکل بے کار بنا دیتی ہے جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے جسم کی سب چیزیں موجود ہوتی ہیں کہیں غائب نہیں ہو جاتیں۔ دل بھی ہوتا ہے۔ دماغ بھی ہوتا ہے معدہ اور جگر اور انتڑیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہاتھ اور بازو بھی ہوتے ہیں۔ مگر دل اور اعصاب کا تمام نظام یکدم بے کار ہو جاتا ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ کوئی اور چیز انسانی جسم میں ضرور ہے۔ وہ انگلی میں ہے یا بازو میں، دل میں ہے یا دماغ میں ہمیں اس کا علم نہیں، مگر اس کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جس طرح انسانی جسم میں روح موجود ہوتی ہے اور اسی پر تمام حیات کا دارومدار ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک قومی روح بھی ہوتی ہے اور ایک قومی دماغ بھی ہوتا ہے جب تک کسی قوم میں قومی دماغ قائم رہتا ہے وہ تمام اقوام پر غالب رہتی ہے۔ اور کوئی قوم اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی۔ انگریزوں کو لے لو ان میں قومی دماغ ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ دوسری اقوام پر غالب رہتے ہیں جرمن طنزاً کہا کرتے ہیں کہ انگریز بڑا جاہل ہے وہ اچھے عالم پیدا نہیں کر سکتا۔ فرانسیسی طنزاً کہا کرتا ہے کہ انگریز صرف نقال ہے وہ موجد پیدا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جہاں تک انفرادی ایجادات کا تعلق ہے انگریز جرمنوں کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے فلسفہ کا سوال آئے تو یقیناً انگریز جرمن کا خوشہ چین ہے ادب اور اخلاق کا سوال آئے تو یقیناً انگریز فرانس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آرٹ میں بھی فرانس اور اٹلی کا مقابلہ انگریزوں کے بس کی بات نہیں مگر باوجود اس کے کہ جرمن اور اٹلی اور فرانس والوں کا انفرادی دماغ بہت اعلیٰ ہے۔ پھر بھی قومی لحاظ سے انگریز ہمیشہ غالب رہتے ہیں اس لئے کہ گو انگریزوں کا انفرادی دماغ اتنا اعلیٰ نہیں مگر قومی دماغ ان میں پایا جاتا ہے اور اس وجہ سے وہ ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔ ابتداء زمانہ اسلام میں مسلمانوں کو جو غلبہ حاصل ہوا اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ ان میں قومی دماغ پایا جاتا تھا۔ ورنہ مسلمانوں کی تعلیم رومیوں سے زیادہ نہیں تھی رومی سالوں تک مسلمانوں کو پڑھا سکتے تھے اسی طرح جہاں تک تجارت یا تمدن کا تعلق ہے مسلمان ایرانیوں سے بہت پیچھے تھے۔ یہی حال دوسرے امور کا ہے مذہب کو چھوڑ کر کوئی ایک فردی خوبی بھی ایسی نہیں تھی جس میں مسلمان رومیوں اور ایرانیوں کا مقابلہ کر سکیں مگر پھر بھی یہ حالت تھی کہ مسلمان جہاں جاتا رومی بھی بھاگ جاتا اور ایرانی بھی بھاگ جاتا۔ آخر وہ کیا چیز تھی جو مسلمانوں کو حاصل تھی۔ وہ چیز یہی تھی کہ اسلام کے ذریعہ سے مسلمانوں میں قومی دماغ پیدا ہو چکا تھا۔ اور قومی دماغ کا فردی دماغ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ قومی دماغ کا یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قوم کے ہر فرد میں یہ احساس ہوتا ہے کہ میں کچھ چیز نہیں۔ اصل چیز قوم ہے۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صحابہؓ نے جو کچھ قربانیاں کیں وہ اس بات کا بیّن ثبوت ہیں۔ کہ کس طرح وہ ہر چیز میں قوم کے مفاد کو مدنظر رکھتے تھے۔ دراصل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات فرد نہیں تھی۔ بلکہ وہ ایک نشان تھی قومی عظمت کا۔ اس لئے آپ کے لئے جو قربانیاں کی گئیں۔ وہ فرد کے لئے نہیں تھیں بلکہ قوم کے لئے ہی تھیں ان کی قربانیوں کا اندازہ اسی واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک جنگ میں دشمن کی طرف سے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی کہ حضرت طلحہؓ نے اپنا ہاتھ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے سامنے کر دیا تاکہ کوئی تیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ آ لگے۔ اور انہوں نے اپنا ہاتھ برابر اسی طرح رکھا یہاں تک کہ ان کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اور ساری عمر کے لئے بے کار ہو گیا۔ کیا جذبۂ ایمان تھا کہ انہوں نے اُف تک نہ کی اور اپنے ہاتھ کو برابر تیروں کی بوچھاڑ میں کھڑے رکھا۔ ایک دفعہ حضرت طلحہؓ سے کسی نے پوچھا کہ طلحہؓ جب تمہارے ہاتھ پر تیر لگتے تھے تو کیا تمہارے منہ سے اُف بھی نہیں نکلتی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ اُف تو نکلنا چاہتی تھی۔ مگر میں نکلنے نہیں دیتا تھا۔ کیونکہ میں ڈرتا تھا۔ کہ کہیں میرا ہاتھ ہل نہ جائے اور کوئی تیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ آ لگے۔ یہ واقعہ ثبوت ہے اس بات کا کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم میں کوئی فرد باقی نہیں رہا ہمارا صرف یہی کام ہے کہ ہم قوم کے لئے یا قوم کے نشان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذات اور دین قربانیاں کریں۔ اور اپنے آپ کو اسی راہ میں قربان کر دیں۔

اُحد کی جنگ جب ختم ہوئی۔ تو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کو زخمیوں کی دیکھ بھال کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے ایک انصاری صحابی کو دیکھا کہ وہ سخت نازک حالت میں ہیں۔ وہ اس کے قریب گئے اور اس سے کہا کہ بھائی کوئی تمہارا پیغام ہو تو مجھے بتا دو میں تمہارے عزیزوں اور رشتہ داروں تک پہنچا دوں گا۔ اس نے کہا میں اسی تلاش میں تھا کہ مجھے کوئی مدینے والا ملے اور میں اس کے ذریعہ اپنے رشتہ داروں کو ایک پیغام بھجواؤں۔ اچھا ہوا کہ تم مجھے مل گئے۔ لاؤ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور وعدہ کرو کہ میرا پیغام میرے خاندان تک پہنچا دو گے۔ انہوں نے ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر اقرار کیا کہ میں تمہارا پیغام ضرور پہنچا دوں گا۔ اس پر ان زخمی صحابی نے کہا میرے عزیزوں اور رشتہ داروں اور بھائی بندوں کو جا کر کہہ دینا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہماری قوم کا بہترین خزانہ ہیں اور یہ ایک قومی امانت ہیں۔ جو ہمارے پاس ہے مجھے یقین ہے کہ تمہارے دل میں بھی اس قیمتی متاع کی صحیح قدر و قیمت کا احساس ہو گا تاہم میں بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دوں۔ کہ جب تک ہم زندہ رہے۔ ہم نے اس امانت میں خیانت نہیں ہونے دی اور اس کی حفاظت میں اپنا پورا زور صرف کر دیا۔ اب ہم مرنے لگے ہیں اور اپنے پیچھے اس امانت کو چھوڑے جا رہے ہیں۔ میں اپنے تمام بیٹوں، بھائیوں اور ان کی اولاد سے یہ امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی جان سے بھی زیادہ اس مقدس امانت کی حفاظت کریں گے۔ اور اس پر کسی قسم کی کوتاہی واقع نہیں ہونے دیں گے۔

مرنے والا مرتا ہے تو کس طرح کبھی اسے اپنی بیوی کا خیال آتا ہے کبھی اپنے بچوں کا خیال آتا ہے وہ اگر کچھ بتاتا بھی ہے تو یہ کہ فلاں سے میں نے اتنا روپیہ لینا ہے۔ فلاں کو اتنا قرض دینا ہے۔ بچوں کی اس طرح تربیت کی جائے۔ بیوی کے گزارے کا یہ انتظام کیا جائے۔ مگر وہ صحابی مرتے وقت بھی اگر خیال کرتا ہے تو اپنی قوم کا بلکہ نوعِ انسانی کا۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں اپنی قوم ہی کی نہیں بلکہ نوعِ بشر کی روح کو سمٹا ہوا پاتا ہے اور اس کی قومی روح انفرادی حقوق کو بھول جاتی ہے۔

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انٹرویو
منصور احمد مبشر

پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب

ایم۔ ایس سی ۔ پی ایچ ڈی (لنڈن)
اے آر آئی سی ، ایف سی ایس (لنڈن)

مکرم پروفیسر ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب کی پیدائش ان کے آبائی گاؤں شاہ مسکین تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں ہوئی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے آپکے خاندان کے ایک بزرگ حضرت دیدار شاہ صاحب کو جو شاہ مسکین کے ایک بانی گدی نشین تھے چار مربع زرعی زمین عطا کی تھی تاکہ ان کے سلسلہ کا خرچ چلتا رہے۔

پروفیسر صاحب کے والد محترم سید سردار احمد شاہ صاحب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفیق تھے۔ انہوں نے گیارہ سال کی عمر میں حضور کی دستی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ ان کی بیعت کے بعد پھر آپ کے خاندان کے دیگر افراد بھی جلد ہی حلقہ بگوش احمدیت ہوتے چلے گئے۔ آپ کے چاروں ماموں صاحبان نے بھی جلد ہی بیعت کر لی۔ جس کی وجہ یہ بھی تھی کہ مکرم ڈاکٹر شاہد صاحب کی نانی محترمہ حضرت میاں معراج دین صاحب اور حضرت میاں چراغ دین صاحب کی ہمشیرہ تھیں جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اولین رفقاء میں سے تھے۔

خاندان میں سے گو سارے احباب احمدی ہو چکے تھے تاہم حضرت دیدار شاہ صاحب کی گدی پر بڑے لمبے عرصے تک گاؤں میں عرس ہوتا رہا اور مرید وہاں پر رونق کے لئے آتے رہتے۔ لیکن ۱۹۱۸ء سے آپ کے ماموں سید ولائت شاہ صاحب کی کوشش سے یہ عرس آہستہ آہستہ ختم ہوتا گیا اور اس کی بجائے جماعت احمدیہ شاہ مسکین کا جلسہ سالانہ منعقد ہونے لگا جو ۱۹۴۷ء تک باقاعدگی سے منعقد ہوتا رہا اور قرب و جوار سے احباب اس میں شامل ہونے کے لئے تشریف لاتے جس میں مرکز سے نمائندے بھجوائے جاتے۔ اس جلسہ کا کل خرچ خدا کے فضل سے اسی خاندان پر تقسیم ہوتا جو ایک اعزاز ہے

مکرم ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب نے بتایا کہ مجھے یاد ہے کہ بچپن ہی میں جب میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ قادیان جلسہ سالانہ پر جایا کرتا تھا اور حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) اللہ تعالےٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے سے ملاقات ہوتی تھی تو والد صاحب عرض کرتے کہ حضور میں نے اس لڑکے کو اس کی پیدائش سے قبل ہی وقف کیا ہوا ہے۔ حضور فرماتے کہ ٹھیک ہے۔ آپ اسے جہاں تک پڑھا سکتے ہیں پڑھائیں۔ پھر ہمارے سپرد کر دیں اس طرح خدمتِ سلسلہ کا جذبہ چپکے چپکے پروان چڑھتا رہا۔ جب آپ نے مسلمانوں کے مشہور تعلیمی ادارے علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔ سی (کیمسٹری) پاس کر لی اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم آ گئے ہو ہمیں تمہاری کالج میں ضرورت ہے میں نے عرض کی حضور میں تقریر بھی اطمینان کے ساتھ کر سکتا ہوں مضامین لکھ لیتا ہوں اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ بھی ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ میں داعی الی اللہ بنوں۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں ہاں مجھے علم ہے مگر ہمیں تمہاری کالج میں ضرورت ہے۔ اس پر میں خاموش ہو گیا۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں مجھے ۱۹۴۶ء میں تعلیم الاسلام کالج میں لیکچرار مقرر کر دیا گیا۔

علی گڑھ میں ایم۔ ایس۔ سی کے دوران کچھ اور احمدی دوست بھی علیگڑھ میں رہتے تھے۔ چنانچہ آپ کی تحریک پر وہاں پہلی مجلس خدام الاحمدیہ بھی قائم ہوئی اور آپ ہی کو پہلا قائد منتخب کیا گیا۔ نیز اسلامیہ کالج کے زمانے میں بھی آپ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے معتمد رہے۔ اسی زمانے میں آپ جماعت احمدیہ لاہور کے سیکرٹری اصلاح و ارشاد بھی رہے۔ متعدد مرتبہ سیرۃ النبیؐ اور حضرت فضلِ عمر جلسے عناوین پر جلسے منعقد کروانے کی توفیق ملتی رہی جس میں مرکز سے نمائندگان بھی تشریف لاتے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے سالانہ مجلس مشاورت میں بھی نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہونے کا موقعہ بھی ملتا رہا۔ ۱۹۴۷ء میں درویشاں کے سوا باقی احباب جماعت ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے ارشاد فرمایا کہ فوراً تعلیم الاسلام کالج شروع کیا جائے۔ قادیان میں کالج شروع کرنے کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کے صدر محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے (کینٹب) اور سیکرٹری محترم ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے تھے۔ لاہور آکر آپ کو لیکچرار کے علاوہ اس کمیٹی کا اسسٹنٹ سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ تعلیم الاسلام کالج ابتدائی طور پر ایف۔ سی کالج لاہور کے قریب واقع ایک ڈیری فارم سے ملحقہ کوٹھی میں شروع کر دیا گیا تھا۔ تعلیم الاسلام کالج میں سائنس لیبارٹریز کی سہولت میسر نہ تھی جبکہ ایف۔ سی کالج کے پاس ان دنوں کیمسٹری پڑھانے کے لئے استاد موجود نہ تھے۔ چنانچہ آپ اور محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب اپنے طلباء کے علاوہ ایف۔ سی کالج کے طلباء کو بھی کیمسٹری پڑھاتے جس کے عوض تعلیم الاسلام کالج کے طلباء ایف سی کالج میں جا کر سائنس پریکٹیکل کرتے تھے ۱۹۴۸ء میں پرانے ۔ ڈی۔ اے۔ وی کالج (موجودہ اسلامیہ کالج سول لائنز) لاہور کی عمارت جماعت کو مل گئی اور تعلیم الاسلام کالج وہاں منتقل ہو گیا جو ۱۹۵۴ء تک رہا جس کے بعد کالج ربوہ منتقل ہو گیا۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی کاموں میں حصہ لینے کی توفیق بھی ملتی رہی اور مختلف موقعوں پر تقاریر میں بھی حصہ ملتا رہا۔ مثلاً غالباً ۱۹۵۲ء تا ۱۹۵۳ء میں جلسہ سالانہ کے شبینہ اجلاس میں "حضرت فضل عمر کے کارنامے" کے موضوع پر تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) کی صدارت میں بیت المبارک ربوہ میں جلسہ حضرت فضلِ عمر کے موقع پر تقریر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی نیز بیت المبارک اور جامعہ احمدیہ میں بھی تقاریر کا موقع ملتا رہا۔

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ دسمبر ۱۹۴۶ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے دوسرے دن کی تقریر میں حضرت فضلِ عمر نے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ سلطان محمود شاہد صاحب کو پی ایچ ڈی کروائی جاوے۔ حضور کی اس خواہش کے احترام میں خاکسار نے بھی پوری محنت صرف کی اور خدا تعالیٰ نے بھی ایسی تائید فرمائی کہ میں بآسانی اور نسبتاً کم مدت میں پی۔ ایچ۔ ڈی مکمل کر کے واپس وطن آ گیا۔ مالی طور پر نہایت نامساعد حالات کے باوجود خدا تعالیٰ نے ایسا انتظام فرما دیا کہ میں اعلیٰ تعلیم کے لئے لنڈن جا سکوں۔ چنانچہ میں نے نومبر ۱۹۵۶ء تا دسمبر ۱۹۵۸ء لنڈن میں قیام کیا۔ تعلیم کے دوران بہت سی ایمان افروز باتیں بسلسلہ تدریس پیش آتی رہیں اور حوصلہ مزید بڑھتا گیا۔ خرچ نہ ہونے کا انتظام بھی خدا تعالیٰ نے فرما دیا اور میں مکمل توجہ اور انہماک سے اپنی پڑھائی پر توجہ مرکوز کئے رکھتا جبکہ دیگر اکثر طلبہ فارغ وقت میں کام کر کے خرچ پورا کرتے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ میں اپنے فارغ اوقات میں سارا وقت جماعتی کاموں میں صرف کرنے کی کوشش کرتا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اسی خدمت اور سعادت کا نتیجہ تھا کہ میں جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر واپس امام جماعت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس وقت مشنری انچارج مکرم مولود احمد خان صاحب تھے۔ خاکسار حسب توفیق ان کی معاونت کرتا۔ میرے قیام لنڈن کے دوران گنے چنے لوگ بیت الفضل کی رونق ہوتے تھے۔ اور خدام کی تعداد بھی مختصر تھی۔ خاکسار کی تحریک پر وہاں بھی پہلی مجلس خدام الاحمدیہ قائم ہوئی جس کا پہلا قائد خاکسار کو چنا گیا۔ اس عرصہ کے دوران ایسے نوجوان بھی ملتے رہے جو پاکستان میں میرے شاگرد تھے۔ اور اعلیٰ تعلیم کے لئے برطانیہ آئے تھے اور ایسے بھی جن سے میری شناسائی نہ تھی۔ مگر جماعتی عہدہ دار ہونے کی وجہ سے واقفیت پیدا ہو گئی۔ لنڈن مشن کی مالی پوزیشن ان دنوں کوئی ایسی مستحکم نہ تھی۔ خاکسار ہر دوست سے ذاتی طور پر تحریک کرتا رہا کہ مالی میدان میں آگے آئیں۔ اور گو کہ آپ نئے نئے آئے ہیں اور مالی طور پر مستحکم نہیں ہیں پھر بھی کوشش کر کے مشن کو چندہ دینے میں فراخدلی کا ثبوت دیا کریں۔ چنانچہ آہستہ آہستہ اس چندہ میں اضافہ ہونا شروع ہوا اور حالت نسبتاً اچھی ہوتی چلی گئی۔ اس دوران کچھ عرصہ کے لئے خاکسار کو سیکرٹری مال کی ذمہ داری بھی سپرد کی گئی جسے میں شوق سے نبھاتا رہا اور مشن کی دیگر تقریبات اور پروگراموں کے انتظامات میں حصہ لینے کا موقعہ ملتا رہا۔

پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے دوران "ایسوسی ایشن فار دی ایڈوانسمنٹ آف سائنس پاکستان" کی ایک شاخ لنڈن میں قائم ہوئی۔ مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام اس وقت لنڈن میں امپیریل کالج آف سائنس میں شعبہ ریاضی کے ہیڈ تھے۔ آپ مذکورہ بالا ایسوسی ایشن کے صدر چنے گئے اور مجھے اس کا سیکرٹری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنا گیا۔ یہ فریضہ قیام لندن تک جاری رہا۔ جنوری ۱۹۵۹ء میں خاکسار واپس ربوہ آ گیا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث جو اس وقت تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل تھے، ازراہ شفقت خاکسار کے استقبال کے لئے مع سٹاف کالج ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر تشریف لائے۔

۱۹۵۹ء میں ہی واپسی پر خاکسار نے بطور پروفیسر اور ہیڈ آف دی کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ از سر نو چارج سنبھالا اور لمبے عرصہ تک اس خدمت پر مامور رہا۔ اسی طرح کالج کی سٹوڈنٹس یونین کا پروفیسر انچارج منتخب کر لیا گیا اور ۱۵ سال تک اس ذمہ داری کو سنبھالنے کی توفیق ملی۔

مکرم ڈاکٹر شاہد صاحب نے ٹی آئی کالج کی یونین کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یونین کی مختلف تقریبات میں بہت اعلیٰ پائے کے پروگرام ہوا کرتے تھے جن میں طلبہ بڑے شوق اور محنت سے حصہ لیتے رہتے۔

کالج کے سالانہ مباحثات منعقد کروائے جاتے تھے جس میں ملک کی کئی مشہور ہستیوں کو بطور منصف اور مہمان خصوصی شرکت کی دعوت دی جاتی تھی۔ ان پروگراموں کی بناء پر تعلیم الاسلام کالج نے بہت شہرت حاصل کی۔ مباحثات میں اول دوم سوم آنے والوں کے لئے سونے چاندی اور پیتل کے تمغہ جات دیئے جاتے تھے۔

مزید برآں آپ نے بتایا کہ آپ تعلیم الاسلام کالج کے پروفیسر اور ہیڈ آف دی کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ۔ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور اور سرگودھا کی مختلف کمیٹیوں کے ممبر بھی رہے۔ کالج کی یونین اور کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ کے مختلف پروگراموں میں شمولیت کی غرض سے جن مہمانوں کو مدعو کیا جاتا رہا ان میں سے چند ایک کے نام مکرم پروفیسر صاحب نے لئے جو یہ ہیں:۔

ڈاکٹر ظفر علی ہاشمی صاحب وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد۔

علامہ علاؤالدین صدیقی صاحب پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم صاحب لاہور۔ عبدالعلی خان صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج سرگودھا۔ ڈاکٹر امیر محمد خان صاحب۔ ڈاکٹر خیرات محمد صاحب سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور

آپ مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ تعلیم الاسلام کالج کی فٹ بال اور والی بال کی ٹیموں کے انچارج بھی رہے ۱۹۷۲ء میں حکومت نے تمام تعلیمی اداروں کو قومیا لیا تھا۔ ۱۹۷۸ء میں گورنمنٹ کالج راولپنڈی میں آپ کا تبادلہ بطور سینئر پروفیسر کے ہوا۔ ۱۹۸۴ء میں گورنمنٹ کالج ننکانہ صاحب میں بطور پرنسپل آپ کی تقرری ہوئی۔ اڑھائی سال تک آپ ننکانہ صاحب میں تعلیمی فرائض انجام دیتے رہے اور وہیں سے ریٹائرمنٹ ہوئی۔ پروفیسر صاحب نے مزید بتایا کہ ستمبر ۱۹۸۶ء میں جب میں جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کے لئے لندن میں موجود تھا تو حضرت امام جماعت (الرابع) نے ارشاد فرمایا کہ میں نائیجیریا جا کر وہاں کے اپنے تعلیمی اداروں کا مطالعہ کروں اور نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر لیگوس میں جو نائیجیریا کا دارالخلافہ ہے ایک پرائمری سکول کھولنے کے لئے مقامی جماعت سے مل کر پروگرام بناؤں۔ چنانچہ حضور اقدس کے اس ارشاد پر خاکسار نائیجیریا پہنچا۔ اور مقامی احباب جماعت کے تعاون سے جگہ کا انتخاب کیا۔ اور سکول کے قیام کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دی"۔

الہدیٰ ماڈل کالج

گورنمنٹ کی سروس مکمل کرنے کے بعد آپ جب ریٹائر ہوئے تو مرکز سلسلہ ربوہ میں مستقل قیام رکھا۔ چونکہ آپ کا تعلق لمبے عرصہ تک تعلیم و تدریس سے رہا تھا چنانچہ اس لمبے تعلیمی تجربے کی بناء پر آپ نے محسوس کیا کہ ربوہ میں مزید اچھے تعلیمی اداروں کی ضرورت ہے جو جماعتی بنیادوں پر کام کریں۔ ایسے نوجوانوں کی ضرورت بھی تھی جو تعلیمی لحاظ سے غیر مطمئن ہیں اور ربوہ کو آہستہ آہستہ خیرباد کہہ کر دیگر جگہوں پر منتقل ہو رہے ہیں۔ آپ نے یہ تجویز حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں تحریر کی۔ چنانچہ حضور نے اس کی منظوری عطا فرمائی اور یوں آپ کے سپرد یہ کام ہوا کہ ایک کالج کے قیام کا پروگرام ترتیب دیں اور اس کو عملی طور پر آگے بڑھائیں۔ ضروری فنڈز مکرم شاہد صاحب کو مہیا کر دیئے گئے اور عمارت کا انتظام بھی جماعت نے کر دیا۔ اس کالج کا نام جو دارالنصر غربی میں بیت الاقبال کے قریب واقع ہے "الہدیٰ ماڈل کالج" رکھا گیا۔ جس کے قیام اور ترقی کے لئے آپ کے ساتھی عملے نے دن رات محنت کی اور مندرجہ ذیل مضامین کی تدریس کے لئے باقاعدہ کلاسز ہو رہی ہیں نیز حال ہی میں گورنمنٹ نے باقاعدہ اس کی منظوری دے دی ہے۔

الف۔ اے (آرٹس)، ایف ایس سی (پری میڈیکل + پری انجینئرنگ) اور آئی کام

نیشنل کیڈٹ کور کی کلاس کے لئے الہدیٰ ماڈل کالج کو جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی کی طرف سے منظوری مل چکی ہے اور طلبہ کو باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔ کوشش کی جاتی ہے کہ تمام طلبہ ماسوائے معذوری کے اس کلاس میں شامل ہوں۔

سالانہ پاسنگ آؤٹ پریڈ جو ۱۹۸۹ء کے دسمبر میں منعقد ہوئی، کے مہمان خصوصی مکرم سرور حسن کاظمی صاحب ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ تھے۔ جس میں دیگر معززین شہر کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ طلبہ نے اپنی تربیت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اس ساری کارروائی کی ویڈیو ریکارڈنگ تیار کی گئی جو مکرم ڈاکٹر شاہد صاحب نے راقم الحروف کو بھی دکھائی۔ جو ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے مصداق کالج کی انتظامیہ اور طلبہ کی اعلیٰ کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ فسٹ ائیر سے کامیاب ہو کر سیکنڈ ائیر میں داخل ہونے والے طلبہ کی تعداد ۲۵ ہے

الہدیٰ ماڈل کالج جن کھیلوں کو ترویج دینے کا ارادہ رکھتا ہے وہ باسکٹ بال۔ روئنگ۔ والی بال اور سوئمنگ ہیں۔

اسی طرح سائنس کے طلبہ کے لئے سائنس لیبارٹری اعلیٰ پیمانے پر موجود ہے کالج کے قیام پر ابھی بہت ہی مختصر عرصہ گزرا ہے۔ اور ابھی بہت زیادہ صبر کے ساتھ محنت کی ضرورت ہے تاہم کالج کے روح رواں پروفیسر شاہد صاحب کو ایسا پر امید اور پُرعزم پایا جیسے وہ مستقبل میں جھانک رہے ہوں۔ کہنے لگے کہ ایک دو سال کی بات ہے۔ خدا کرے گا کہ اس میں طلبہ بھی بکثرت شامل ہوں گے اور مالی طور پر بھی کالج کو استحکام حاصل ہوگا جس سے کالج میں مزید سہولتیں مہیا کی جائیں گی

مکرم سلطان محمود شاہد کے زیر نگرانی کالج کے علاوہ موجودہ صورت میں دو پرائیویٹ سکول کام کر رہے ہیں۔ نرسری سے پانچویں تک کے سکول کا نام ناصر کنڈر گارٹن ہے جبکہ چھٹی جماعت سے دسویں جماعت تک کے سکول کا نام ناصر پبلک سکول ہے۔ آپ نے بتایا کہ گو میٹرک تک پرائیویٹ سکول چلانا آسان کام نہیں ہے تاہم حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) کے اس ارشاد کہ کوئی احمدی بچہ میٹرک پاس سے کم نہ ہو کو مدنظر رکھتے ہوئے نویں اور دسویں کلاس کو بھی اپنے سکول میں جاری کیا۔

مکرم پروفیسر سلطان محمود صاحب شاہد نے بتایا کہ انہوں نے اپنے سارے تدریسی دور میں اپنے طلبہ سے محض پیار محبت اور خلوص کا رشتہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ کبھی کسی طالب علم کو جرمانہ نہیں کیا۔ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے طلبہ ہوں یا غیر از جماعت ہوں سب سے مشفقانہ سلوک رکھا ہے۔ اس کی بناء پر خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے بے شمار شاگرد ہیں جو اب بھی میرے ساتھ رابطہ رکھتے ہیں۔ بعض سے اچانک ملاقات ہوتی ہے تو وہی پیار اور محبت اور خلوص کا تعلق دونوں طرف سے غالب ہوتا ہے۔

ایک دفعہ کی بات ہے کہ ایک طالب علم قدرے بدتمیزی سے میرے ساتھ ہمکلام ہوا جس کی وجہ محض اس کی اپنی اندرونی "وجاہت" اور انا تھی۔ میں نے اس سے محض اتنا کہا کہ آپ کو ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ اس میں استاد کی بے عزتی اور گستاخی کا پہلو ہے۔ یہ کہہ کر میں چلا آیا۔ چنانچہ شام کو وہ لڑکا میرے گھر آ گیا اور دو زانو ہو کر میرے پاؤں میں بیٹھ گیا اور سر نیچا کر کے کہنے لگا کہ شاہ صاحب مجھ سے بہت بڑی گستاخی ہو گئی ہے۔ میں بہت شرمندہ ہوں مجھے معاف کر دیں۔ آپ جیسے انسان سے اس قسم کا سلوک میرے لئے بہت قابل شرم ہے۔

آج کل کے دور میں استاد و شاگرد کا رشتہ کمزور ہوتا دکھائی دے رہا ہے اور خلوص میں کمی آتی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر شاہد صاحب نے طلبہ کو نصیحت کی کہ وہ استاد کا احترام ہر حال میں ملحوظ رکھیں۔ کامیابیوں کی کنجیوں میں سے یہ ایک بہت اہم کنجی ہے۔ آپ نے اساتذہ کو بھی پیغام دیا کہ وہ طلبہ سے بے لوث پیار اور محبت کا سلوک کرتے ہوئے انہیں اپنا علم منتقل کرتے چلے جائیں۔ کیونکہ وہی کل کے معمار ہیں۔

"عرفان الٰہی عجز کی راہ سے جو نصیب ہوتا ہے ویسا اور کوئی عرفان نہیں ہے"

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

"ہر انسان کیلئے اس کی خلقت میں کچھ بلندی پانے کی استطاعت موجود ہے اور ہر انسان کا آسمان الگ الگ آسمان ہے"

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرمہ بیگم ممتاز فقراللہ صاحبہ ۔ مری

خدا تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ پھر سے الفضل جاری ہو گیا ۔ آپ کو بہت بہت مبارک ہو ۔ خدا تعالیٰ اب اس نعمت کو بند نہ کرے ورنہ زندگی بے کار ہو جاتی ہے ۔ بار بار نظر دروازے پر لگی رہتی ہے کہ ابھی ڈاک آئے گی ۔ ایسا لگتا ہے کہ بہت مدت ہو گئی تھی ۔ یہ ایک نور کی نہر بہتی ہے اس سے ہر ایک احمدی کو سیراب ہونا چاہیئے ۔ مگر بہت دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مری میں صرف میرے گھر آتی ہے ۔

تمام احسان میرے پیارے رحمان کے ہیں ۔ تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے برکت پر برکت پڑتی چلی جاتی ہے ۔ ہم تو ہر روز اس پیارے رحمٰن کے نظارے دیکھتے رہتے ہیں کہ وہ کتنا پیار کرتا ہے ۔ خدا تعالیٰ آپ پر بے شمار فضل نازل فرمائے اور عمر عطا کرے ۔ دل خوش ہوتا ہے ۔ آپ کی نظم اور اداریہ پڑھ کر دل سے بہت دُعا نکلتی ہے ۔

محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل

چند دنوں کی بات ہے کہ ہم سب اہل خانہ کھانا کھانے کے بعد ڈرائنگ روم میں محوِ گفتگو تھے اور ہمارے دو بچے (ایک نواسہ بعمر دو سال اور ایک نواسی بعمر ۴ سال) دونوں گیلری میں کھیل رہے تھے ۔

یکایک بچی کی چیخ و پکار کی آواز آئی ۔ میں نے جلدی سے گیلری کی طرف رخ کیا تو ایک سانپ کو اپنی طرف آتے دیکھا ۔ جو بڑی تیز رفتاری سے ڈرائنگ روم کے دروازے کی دہلیز کے نیچے چھپ گیا ۔ اتنے میں عزیزم ڈاکٹر رشید بھی آ گئے ۔ دہلیز کے ایک طرف ایک چھڑی پکڑ کر وہ کھڑے ہو گئے اور دوسری طرف میں کھڑا ہو گیا ۔ اخبار کے کاغذات جلا کر دہلیز کو گرم کیا تو مجبوراً سانپ کو باہر نکلنا پڑا اور ہم دونوں نے مل کر اسے مار دیا ۔ خدا کا شکر ہے کہ خیریت گزری ۔

ہم نے بچی سے پوچھا کہ تم نے اس قدر زور سے کیوں چیخ ماری تو کہنے لگی ۔ بدر نے سانپ کو پکڑ لیا تھا اور جب بدر سے پوچھا گیا کہ تم نے سانپ کو کیوں پکڑا تو وہ کہنے لگا وہ دھاگا تھا ۔

خدا تعالیٰ کا بے حد و حساب شکر ہے کہ سانپ کی گزند سے بچہ محفوظ رہا ۔

مکرم عبدالقدیر صاحب قمر

جونہی ۲۱ اگست اور ۲۲ اگست کا اخبار ہمارے یہاں پہنچا تمام دوست خوشی سے خدا کی حمد و ثناء کے ترانے گانے لگے ۔ اور ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ سب سے پہلے اخبار وہی پڑھے ۔ چنانچہ تمام احباب نے اوّل تا آخر سارا اخبار پڑھ کر دم لیا ۔

احمدیت کی روحانی نہر کے دوبارہ اجراء پر بہت بہت مبارکباد قبول کیجئے ۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جب ہم نے آج سے دو ماہ قبل یہ سنا تھا کہ اس نہر کو بند کر دیا گیا ہے تو ہم بہت حیران اور پریشان ہوئے کہ آخر ایک مجسمۂ امن جماعت کے مجسمۂ خیر اخبار سے کسی کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے ۔ جو اس پر قدغن عائد کرنی ضروری سمجھی گئی ۔ اور ہم کو اس سے پیاس بجھانے سے محروم کر دیا گیا ۔ یہ اخبار تو ہماری حیاتِ لافانی کے لئے آبِ بقا ہے ۔ اس کے بغیر تو ہر احمدی کی حالت وہی ہوتی ہے جو پانی کے بغیر مچھلی کی ہوتی ہے ۔ مگر ہم تو ان حالات میں بھی رضائے باری تعالیٰ پر راضی ہیں ۔ انہیں کیا معلوم کہ ہم تو وہ قوم ہیں جو مصائب و آلام کی گزرگاہوں کو اختیار کرنے کے باوجود ہمیشہ منزل پر پہنچتے رہے اور پہنچتے رہیں گے ۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اور آپ کے تمام مددگاروں اور معاونین کے ساتھ ہو شر سے محفوظ رکھے اور ہمارا پیارا الفضل دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا رہے ۔

"تکبر عجز کا بالکل برعکس ہے اور تکبر ایک ایسی چیز ہے جو انسان اور خدا کے درمیان ایک مکمل جُدائی پیدا کرنے والا مضمون ہے"۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

وسیم احمد سروعہ
مربی سلسلہ

کویت

(یہ مضمون کویت پر حملہ سے قبل لکھا گیا)

عالمی حالات و واقعات سے آگاہی حاصل کرنے والے ہر شخص کو ان دنوں کویت کا نام سننے کا اتفاق ہو رہا ہے ۔ کویت کا ملک خلیج کے دھانے پر شمال مغرب میں واقع ہے اس کا رقبہ ۱۷۸۱۸ کلومیٹر ہے کویت کا دارالحکومت کویت سٹی ہے اس کی سرحد شمال مغرب میں عراق سے اور جنوب مشرق میں سعودی عرب سے ملتی ہے ۔ آج سے پانچ سال قبل ہونے والی مردم شماری کے مطابق اسکی آبادی ۱۷ لاکھ ۵۸ ہزار تھی ۔ کویت ایک اسلامی ملک ہے اور قدیم اسلامی صنعت و ثقافت کا گہوارہ ہے یہ ملک تیل کی دولت سے مالا مال ہے یہاں زرعی زمین نہیں کیونکہ سارا ملک ریگستان ہے ۔ دنیا میں تیل کے جتنے ذخائر ہیں ان کا ۱۰ فیصد اس چھوٹے سے ملک میں ہے تقریباً اتنا ہی جتنا سوویت یونین یا ایران جیسے وسیع رقبوں والے ملکوں میں ہے ۔

کویت میں بڑی گرمی پڑتی ہے اور درجہ حرارت کبھی کبھی ۱۶۵ درجہ فارنہائیٹ پر پہنچ جاتا ہے ۔ کویت کی آبادی کی اکثریت عرب ہے یہاں متعدد غیر ملکی بھی ہیں جن میں اکثریت بھارت پاکستان اور بنگلہ دیش کے افراد کی ہے ۔ یہ غیر ملکی کل آبادی کا ⅕ حصہ تشکیل دیتے ہیں ۔ مسلمان بھاری اکثریت میں ہیں جبکہ ۴٫۵ فیصد عیسائی ہیں یہاں کی سرکاری زبان عربی ہے ۔ فارسی اور انگریزی بھی بولی جاتی ہے کویت میں ملی جلی معیشت ہے لیکن تیل اور گیس کے وسیع ذخائر کی وجہ سے یہ دنیا کے دولتمند ترین ممالک میں شامل ہے ۔ یہاں کی اوسط فی کس آمدنی سب سے زیادہ ہے ۔ کویت کا سکہ دینار ہے اور چھوٹا سکہ درہم کہلاتا ہے ۔ اس ملک میں تقریباً تمام سڑکیں پختہ ہیں ۔ بین الاقوامی ہوائی اڈا کویت سٹی میں ہے تین بندرگاہیں ہیں کویت ایک فلاحی ملک ہے یہاں ضرورتمند لوگوں کو مالی امداد اور رہائش مفت فراہم کی جاتی ہے ۔ سکولوں میں ہر سطح پر تعلیم مفت ہے عام لوگوں کی صحت کی حالت بھی بہت اچھی ہے ۔ بڑی تعداد میں ڈاکٹر ہیں

اگرچہ کویت مسلمان ثقافت کا گڑھ ہے مگر یہاں قدیم ترین زمانے کے آثار بھی ملتے ہیں ۔ یہاں سکندر اعظم نے ۳۳۰ ق م جو مندر تعمیر کروایا تھا آج بھی اس کے آثار موجود ہیں ۔ کویت کی ترقی دوسری جنگ عظیم کے بعد سے شروع ہوئی تھی اور آج یہاں بڑے بڑے دفاتر، جدید ہوٹل، بنک اور بلند و بالا عمارات ہیں ۔ تاہم خوبصورت پارکوں، باغوں اور عجائبات کا یہ ملک ان دنوں شدید سیاسی بحران کا شکار رہا ہے ۔

اب ہزاروں کی تعداد میں غیر ملکی یہاں سے جا چکے ہیں اور باقی نکلنے کے منتظر ہیں ۔

ہماری دعا ہے کہ اس مسئلے کا پُرامن حل جلد از جلد تلاش کر لیا جائے ۔

عبدالمالک

ایک مشورہ

اللہ تعالےٰ کے فضل سے خاکسار کو دنیا کے مختلف ممالک میں جانے کا موقعہ ملا ہے جہاں پاکستانی احباب سے اور پھر اپنے احباب سے بھی ملاقات کا موقعہ ملتا ہے ۔ پاکستان سے جو لوگ خاص طور پر نوجوان باہر کے ممالک میں روزی کی خاطر جاتے ہیں وہ وہاں جاکر مختلف قسم کی مزدوری اور محنت کر کے روزی کماتے ہیں اور پھر خود بھی کھاتے ہیں اور اپنے والدین بہن بھائیوں اور عزیز و اقرباء کی بھی خدمت کرتے ہیں ۔ گو جس قدر وہ محنت سے وہاں پیسے کماتے ہیں اور جس قدر کفایت شعاری سے روپے پیسے بچاتے ہیں یہ وہی جانتے ہیں مگر ایک مشورہ ان سب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی وہ کر رہے ہیں ضرور کریں یہ ان کی ضرورت ہے مگر کوئی نہ کوئی ہنر سیکھنے کی کوشش لازمی کریں اس سے نہ صرف ان کی روزی میں اضافہ ہوگا اور زائد رقم کما سکیں گے بلکہ جب وہ اپنے وطن واپس آئیں گے تو یہاں بھی ان کے وقار میں اضافہ کا موجب ہوگا اور پھر وہاں کا تجربہ اور ہنر کی قابلیت کی سند ان کے لئے مفید ہوگی اور اس معاشرہ میں وہ منفرد مقام حاصل کرنے والے ہونگے ۔

اللہ تعالےٰ اس کی توفیق دے اور ہر ایک کو ان راہوں پر چلائے جس سے مولا کریم راضی ہو ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعوت طعام

عید الاضحیٰ کے موقع پر ۵ جولائی ۱۹۹۰ء کو سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ کی طرف سے رات آٹھ بجے اہل ربوہ کے اعزاز میں دعوت طعام کا انتظام کیا گیا۔ جس میں غرباء کو خصوصی طور پر بڑی تعداد میں مدعو کیا گیا تھا۔ مدعوئین میں رفقاء حضرت بانی سلسلہ۔ عزیزان اسیران راہ مولیٰ، خدا کی راہ میں جان دینے والوں کے ورثاء، غیر ملکی، طلباء، مستحق اطفال از محلہ جات ربوہ مستحق افراد از محلہ جات ربوہ، مربیان معلمین، متاثرین چک سکندر، ناظران، وکلاء، افسران صیغہ ہائے جماعت احمدیہ وغیرہ احباب شامل تھے جن کی کل تعداد دو ہزار دو سو بیس تھی۔ ان میں مستحق مستورات از محلہ جات اور عہدیداران لجنہ پاکستان و مقامی کی ۴۰۰ خواتین بھی شامل تھیں۔ اس دعوت کا اہتمام حسب سابق احاطہ لجنہ اماء اللہ پاکستان میں کیا گیا۔ خواتین کا انتظام بھی اسی احاطے میں پردہ کی رعایت سے کیا گیا تھا۔ سٹیج پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی، ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ صدر جگہ پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے کھانے کے بعد دعا بھی کروائی۔

خدا کے فضل سے تمام انتظامات نہایت اعلیٰ تھے۔ کھانا لذیذ اور وافر تھا۔ کارکنان دارالضیافت نے مکرم منور احمد صاحب جاوید نائب ناظر دارالضیافت کی قیادت میں بڑی محنت سے جملہ انتظامات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

"آگے بڑھنے کی راہ میں جو روکیں ہیں وہ اپنے نفس کے تکبر کی روکیں ہیں ورنہ خدا کی راہیں کشادہ ہیں۔"

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

"خدا کی راہ میں چھوٹا ہونا ضروری ہے کیونکہ خدا کی راہ پہ آپ نے چلنا ہے اور وہاں بڑے بن کے نہیں چلا جا سکتا۔"

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۶۷۱- MRS. HADIJAH ANWAR W/o ANWAR MUSTARIE پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۸/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱) مکان برقبہ ۱۵۰ مربع میٹر مالیتی 2.750.000/- روپے (۲) حق مہر 1150.000/- روپے (۳) طلائی زیورات ۱۵ گرام مالیتی 330.000/- روپے - میزان 3.190.000/- روپے - اس وقت مجھے مبلغ 200.000/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ MRS HADIJAH ANWAR انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱- SAYUTI AZIS AHMAD. SY. انڈونیشیا - گواہ شد نمبر۲- ANWAR MUSTARIE خاوند موصیہ

مسل نمبر ۲۷۶۷۲:- میں JUHRO زوجہ عبدالحمید صاحب پیشہ خانہ داری عمر ۵۹ سال بیعت ۱۹۴۴ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۳/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے - حق مہر 30.000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 5.000/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ JUHRO زوجہ عبدالحمید صاحب انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱- RAHMATUN ISAH ولد عبدالحمید صاحب انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲ عبدالحمید صاحب خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۷۶۷۳:- میں تاج الدین جمال ولد جمال محمد پیشہ تجارت عمر ۲۶ سال بیعت ۱۹۷۳ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زمین ۳۰۰ مربع میٹر مالیتی 750.000/- (۲) دکان برقبہ 3 x 2 مربع میٹر مالیتی 200.000/- میزان 950.000/- اس وقت مجھے مبلغ 90.000/- روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ تاج الدین جمال انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱ FADZLI-Z-A انڈونیشیا گواہ شد نمبر۲- حمید الدین انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۶۷۴:- میں LIS فاطمہ زوجہ CECE طاہر احمد صاحب پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۸۳ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۱/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین برقبہ ۱۶۷ مربع میٹر مالیتی 750.000/- روپے (۲) طلائی نیکلس وزنی ۶ گرام مالیتی 120.000/- روپے (۳) حق مہر 200.000/- روپے میزان 1.070.000/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 20.000/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ LIS فاطمہ زوجہ CECE طاہر احمد انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱- ای قمر الدین انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲- LING SALIHIN انڈونیشیا۔

پتہ درکار ہے!

مکرم نواب الدین صاحب ولد مکرم علی بخش صاحب ساکن ربوہ دارالضیافت نے ۱۴، دسمبر ۱۹۵۷ء کو وصیت کی تھی۔ انکے موجودہ پتہ کے بارہ میں اگر کوئی شخص جانتا ہو یا خود پڑھیں تو دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کو مطلع فرمائیں۔

لجنات توجہ فرمائیں

○ لجنہ کا مالی سال ۳۰، ستمبر کو ختم ہوتا ہے۔ لیکن تمام مجالس کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ۶، اکتوبر تک آنے والے چندہ جات اس سال میں شامل کئے جائیں گے۔ ضلعی و شہری صدر لجنہ اس طرف توجہ دیں اور جلد از جلد چندہ جات کے بقایا جات دفتر لجنہ اماء اللہ پاکستان بھجوائیں۔

○ تمام صدور اپنی نادہند مجالس کا جائزہ لیں اور چندہ ممبری اجتماع (لجنہ) اور ممبری اجتماع (ناصرات) فوری بھجوائیں۔ کوشش کریں تاکہ آپکی مجلس نادہندہ نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپکی مساعی کو قبول فرمائے اور آپکا حامی و ناصر ہو۔

سیکرٹری مال
لجنہ اماء اللہ پاکستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صٓ۳ سے آگے

وہ صرف قوم اور اس کے مظہر کو دیکھتا ہے۔ اور مرتے ہوئے اپنے باقی ماندہ خاندان کو زندہ رہنے کی نہیں بلکہ مرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اپنا حصہ لینے کی نہیں بلکہ اپنا حصّہ قربان کرنے کی وصیت کرتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ فرد اور خاندان کی عزت اور بچاؤ قوم کی عزت اور بچاؤ کیساتھ وابستہ ہے۔

غرض قومی دماغ بڑی قیمتی چیز ہوتی ہے اور جب کسی قوم میں یہ دماغ پیدا ہو جائے تو اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ہر فرد قومی بہتری کے متعلق سوچتا ہے اور غور فکر کرتا ہے۔ جہاں بھی دو چار افراد مجلس میں بیٹھتے ہیں وہ یہی باتیں کرتے ہیں کہ ہماری قوم میں فلاں کمزوری ہے۔ اور اس کا یہ علاج ہے۔ فلاں نقص ہے اور اس کا یہ علاج ہے۔ پھر ایک محلہ کے لوگ دوسرے محلہ والوں سے ملتے ہیں تو وہاں بھی یہی ذکر کرتے ہیں۔ تیسرے محلہ والوں سے ملتے ہیں۔ تو ان سے بھی یہی ذکر کرتے ہیں۔ پھر ایک شہر کے لوگ جب دوسرے شہر والوں سے ملتے ہیں تو وہ بھی یہی قومی تذکرہ کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دماغوں میں ایک اشتراک پیدا ہو جاتا ہے۔ اور قوم کے اندر ایک ایسی روح پیدا ہو جاتی ہے کہ سب کی نظر صرف ایک ہی جہت کی طرف اٹھتی ہے۔

قومی مصیبت کے وقت فردی دماغ کام نہیں دیتا بلکہ قومی دماغ کام دیتا ہے۔ اور قومی دماغ اسی وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب سب افراد کے دماغ ایک ہی جہت پر کام کر رہے ہوں۔

اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھے بتاؤ تو سہی کہ وہ کون ہے جو قومی خدمت کے جذبہ سے منکر ہے؟ اگر کوئی ایسا ہے تو وہ ضرور تباہ ہوگا۔ اس سے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ مکہ والوں میں اور دوسرے غیر عربوں میں صحیح قومی خدمت کا جذبہ نہیں اس لئے ان کا اتحاد عارضی ثابت ہوگا۔ خود ان کی قوم سے غدّار پیدا ہوتے رہیں گے لیکن مسلمانوں میں قومی خدمت کا جذبہ ہے اس لئے ان میں قومی دماغ پیدا ہے اور بوجہ قومی دماغ کے ان کا غریب اور امیر ایک مسلک میں پرویا ہوا ہے۔ وہ سب کے سب ایک مقصد سامنے رکھتے ہیں جس کو ذاتی مقاصد پر قربان کرنے کے لئے وہ کسی قیمت پر بھی تیار نہیں اس لئے لازماً مسلمان جیتیں گے۔ اور ان کے دشمن ہاریں گے ؛؛

خبریں

ملکی خبریں

○ سندھ کے وزیرِ اعلیٰ جام صادق علی نے کہا ہے کہ صوبے میں احتساب کا عمل بھرپور طریقے سے جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ بدعنوانی کے ۲۱ کیسوں میں سے ۱۶ کیس تیار ہو چکے ہیں۔ آصف زرداری ذوالفقار مرزا فوزی علی کاظمی اور مصطفیٰ میمن وغیرہ کے خلاف بھی کیس تیار ہو چکے ہیں۔ آصف زرداری کیخلاف کیس ایک دو ہفتوں میں پیش کر دیا جائے گا۔

○ ایوب چوک جھنگ میں ایک بم پھٹنے سے ایک عورت سمیت سات افراد شدید زخمی ہو گئے۔ بم ایک پھل فروش کی ریڑھی کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ یہ دھماکہ وزیرِ اطلاعات کی شہر میں موجودگی کے دوران ہوا۔

○ مصری شاہ لاہور میں فرقہ وارانہ فساد میں ایک نوجوان اختر علی ہلاک اور ۲۰ افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ ہنگامہ رات گئے ۴ بجے تک جاری رہا۔ جسکے بعد دونوں فرقوں میں صلح کرا دی گئی ہے۔

○ سابق صدر ضیاء الحق کے بیٹے اعجاز الحق جو کہ قومی اسمبلی کے امیدوار ہیں نے این اے ۹۲ اور این اے ۶۵ سے ہمایوں اختر عبدالرحمان اور طارق چوہدری کے ٹکٹ کا اعلان نہ کرنے پر اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ میاں نواز شریف پر شدید نکتہ چینی کی ہے۔

○ سابق وفاقی وزیرِ داخلہ چوہدری اعتزاز احسن نے چیف الیکشن کمشنر کو دو خطوط میں یہ الزام لگایا ہے کہ نگران حکومت میں شامل افراد اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے اور انتخابات کے لئے سیاسی رشوت تقسیم کرنے کے باعث انتخابات کیلئے خود بخود نااہل ہو گئے ہیں۔

○ پنجاب کے میڈیکل کالجوں کی سیٹوں میں ۳۰۰ کی کمی کر دی گئی ہے۔ داخلے کیلئے کم از کم میرٹ ۸۰۸ نمبر مقرر ہوا ہے۔ گذشتہ سال یہ میرٹ ۷۶۰ نمبر تھا۔ والدین کی طرف سے سیٹیں کم کرنے پر احتجاج کیا ہے

○ پاکستان اوپن سکواش ٹورنامنٹ میں جان شیر خان نے جہانگیر خان کو ہرا دیا۔

غیر ملکی خبریں

○ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق کانگریس نے صدر بش سے پرزور اپیل کی ہے کہ وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بارے میں سرٹیفکیٹ نہ دیں۔ صدر بش یکم اکتوبر کو کانگریس کو یہ سرٹیفکیٹ دینے والے ہیں کہ پاکستان ایٹمی ہتھیار نہیں بنا رہا۔ امریکی سینیٹ بھی ایٹمی پروگرام پر تشویش ظاہر کر چکی ہے۔

○ روسی جمہوریہ نگورنو کاراباخ کے دارالحکومت میں ٹیلی ویژن اور ریڈیو اسٹیشنوں کو بموں سے حملہ کر کے تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس حملے میں بڑے پیمانے پر نقصان ہوا ہے تاہم کسی ہلاکت کی اطلاع نہیں ملی۔

○ چین کے وزیرِ خارجہ کیا کیچن نے کہا ہے کہ خلیج کے مسئلے کا واحد حل کویت سے عراقی فوجوں کی غیر مشروط واپسی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عراق کویت میں مداخلت کر کے بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی کر رہا ہے

○ عراق کا ایک اور طیارہ ۱۶۹ غیر ملکی عورتوں اور بچوں کو لے کر برطانیہ پہنچ گیا ہے۔ ان مسافروں میں اکثریت امریکی شہریوں کی ہے

○ کینیڈا کے ایک سرجن ڈاکٹر سموئیل کا کہنا ہے کہ ہارٹ سرجری کے اپریشن کے دوران مریض کو ٹھنڈا خون دیا جائے تو اس کا دل ۹۰ منٹ کے بعد دھڑکنا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن اگر گرم خون دیا جائے تو دل جلدی کام شروع کر دیتا ہے۔

پتہ

هو الشافی

CMC

کیوریٹو کورسز

بواسیر کورس	۴۰/-	PILES COURSE
دمہ کورس	۶۰/-	ASTHMA COURSE
پتھری گردہ کورس	۱۶۵/-	KIDNEY STONE COURSE
انفکشن گردہ کورس	۱۸۰/-	KIDNEY INFECTION COURSE
چھوٹا قد کورس	۱۰۰/-	DWARFISHNESS COURSE
کمزوری جسم کورس	۴۵/-	BODY BUILDING COURSE
کثرت پیشاب کورس	۴۰/-	URINATION COURSE
بانجھ پن کورس	۷۵/-	STERILITY COURSE
پھلبہری کورس	۱۰۰/-	LEOCODERMA COURSE

نیز دیگر امراض کے کورسز اپنے قریبی میڈیکل سٹور سے طلب کریں یا براہ راست ہم سے منگوائیں۔

ہیڈ آفس

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ

لاہور کراچی گولبازار - ربوہ

فون نمبر ۷۷۱ - ۶۰۶